دار الافتاء
الجامعة الاسلامية دار العلوم وقف دیوبند الہند
DARUL IFTA DARUL ULOOM WAQF DEOBAND, U. P. 247554 INDIA

الرقم ۲۹.....۲۵ ۱۰ دستی

التاریخ ....

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علماء اس حدیث کی روشنی میں عملیات کے زور پر کسی کو اپنے تابع کرنے، چاہے خاوند بیوی کریں، یا کسی سے محبت کی وجہ سے عملیات کے زور پر اس کے دماغ کو اپنی طرف مائل کرنے یا اپنی مرضی کے مطابق چلانے، یا کسی کے درمیان دشمنی پیدا کرنے کو نا جائز کہتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے:

16507 -أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، بِبَغْدَادَ، أنبأ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنبأ مَعْمَرٌ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: هَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُقَيِّدَ جَمَلِي؟ قَالَتْ: قَيِّدِي جَمَلَكِ، قَالَتْ: فَأَحْبِسُ عَلَى زَوْجِي؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَخْرِجُوا عَنِّي السَّاحِرَةَ فَأَخْرَجُوهَا (السنن الکبری للبیہقی المتوفی:458)

مفہوم: ایک عورت نے کہا میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا تھا تو میں نے ایک عمل کے ذریعہ اس کو دوسری شادی سے روک دیا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس عورت کو نکال دو یہ ساحرہ ہے۔ یعنی عملیات کے ذریعہ اس قسم کے کام کرنا جائز نہیں ہیں۔

جبکہ بعض لوگ نہ صرف یہ کام کرتے ہیں، بلکہ لوگوں کو کسی کے تابع کرنے، محبوب کو اپنی محبت میں گرفتار کرنے، سمیت کسی کے درمیان دشمنی پیدا کرنے اور دشمن کو نقصان پہنچانے کے جنتر (نقش، نمبروں والے تعویذ) منتر (پڑھنے والی چیزیں) تنتر (کرنے والے عمل) وغیرہ بتاتے ہیں اور درست سمجھتے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ لوگ دشمن کسے سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے دشمن سے مراد اسرائیل، امریکہ، انڈیا، پاکستان نہیں ہوتا بلکہ دشمن سے مراد کسی کا چچا ہے جس نے پلاٹ پر قبضہ کرلیا ہے، کسی کا دشمن اس کی ساس ہے جو اسے گھر میں پر بھی نہیں مارنے دیتی، کسی کا دشمن اس کا پڑوسی ہے جو اسے تنگ کرتا ہے وغیرہ۔

محبت اور دشمنی کے لوگوں کے یہ مسائل جدید مسائل نہیں ہیں بلکہ یہ قدیم مسائل حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی دنیا میں موجود ہیں۔ انبیائے کرام، صحابہ کرام خود کیا عمل کرتے تھے اور امت کو کیا تعلیم دی۔

کیا قرآن وسنت کی روشنی میں جنتر، منتر، تنتر یعنی تعویذات، نقش، یا کسی پڑھنے والی چیز، کسی عمل کے ذریعہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: سید عبدالوہاب شاہ

واٹس اپ: 03215083475

الجواب

۲۷ ۲ /۱/۱۴۲۸ ھ

وباللہ التوفیق :۔تعویذ کے تعلق سے ابتدائی اور بنیادی باتیں اگر پیش نظر ہوں تو اصل مسئلہ کو سمجھنا اور صحیح غلط میں فرق کرنا آسان ہوتا ہے یہاں پر چند تمہیدی باتیں ذکر کی جاتی ہیں جس سے آپ کا سوال انشاء اللہ حل ہوجائے گا۔

(1) اگر تعویذ اسمائے حسنی، قرآنی آیات، نبوی دعاؤں پر مشتمل ہو یا ان عربی الفاظ سے کئے جائیں جن کے معانی معلوم ہیں ان سے تعویذ کرنا جائز ہے، ہاں شرط یہ ہے کہ اس کو علاج و معالجہ کی حیثیت دی جائے اور نظر اللہ تعالی کی ذات پر ہو تعویذ کو موثر بالذت تصور نہ کیا جائے۔ایسے الفاظ سے تعویذ کرنا جو شرکیہ و کفریہ اقوال واعمال پر مشتمل ہو' یا جن کے معانی معلوم نہ ہوں اس سے تعویذ کرنا جائز نہیں ہے۔

(2) حدیث سے تعویذ کا جواز ثابت ہے؛ چنانچہ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں تعویذ گنڈے (رقیہ) کیا کرتے تھے،(اب) آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو اللہ کے رسول نے فرمایا: "اعرضوا علي رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرک" یعنی اپنے رقیوں (تعویذ گنڈوں) کو میرے سامنے پیش کرو، رقیہ میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرکیہ کوئی چیز نہ ہو (مسلم، رقم: ۱۷۲۷، باب لا بأس بالرقی الخ) اور ابوداؤد میں ہے: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم من الفزع كلمات: أعوذ بكلمات الله التامة، من غضبه وشر عباده، ومن همزات الشياطين وأن يحضرون وكان عبد الله بن عمر يعلمهن من عقل من بنيه، ومن لم يعقل كتبه فأعلقه عليه (أبوداؤد، باب كيف الرقى، رقم: ۳۸۹۳) وفي المرقاة: وأما ما كان من الآيات القرآنية، والأسماء والصفات الربانية، والدعوات المأثورة النبوية، فلا بأس، بل يستحب سواء كان تعويذا أو رقية أو نشرة، وأما على لغة العبرانية ونحوها، فيمتنع لاحتمال الشرک فيها (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى، ۲۸۸۰/۷ ط: بيروت) وفي رد المحتار: ولا بأس بالمعاذات إذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالى (رد المحتار على الدر المختار: ۵۲۳/۹۰، ط: زكريا)

(3) بیماری اور مصیبت کے دفعیہ کے لیے تین طرح کا عمل ہے، دوا، دعا اور تعویذ تینوں کی اجازت ہے اور اسباب کے درجہ میں تعویذ کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے دوا کی ہے جس طرح دوا سے فائدہ ہوسکتا ہے اور نہیں بھی اسی طرح تعویذ سے بھی فائدہ ہوسکتا ہے اور نہیں بھی۔اور اس طرح اسباب کے درجہ میں تعویذ کرنے کی شرائط کے ساتھ اجازت ہے۔لیکن تعویذ کے ساتھ اس کے آگے کا عمل بھی ہوتا ہے جس کو تسخیر کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور عامل حضرات اپنی ریاضت و مجاہدہ سے بسا اوقات اس طرح کا مقام حاصل کر لیتے ہیں جس سے وہ کسی کو مسخر کر کے اپنا تابع بنا لیتے ہیں اور یہ زیادہ تر ناجائز امور کے لیے اور کسی کو تکلیف پہونچانے کے لیے ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس کی شرعا اجازت نہیں ہے اور نہ ہی عہد صحابہ سے اس کی کوئی نظیر ملتی ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: جنات کا وجود تو یقینی ہے اور وہ مسخر بھی ہوجاتے ہیں لیکن ان کا مسخر یعنی تابع کرنا جائز نہیں کیوں کہ اس میں غیر کے قلب پر شرعی ضرورت کے بغیر بالجبر تصرف ہوتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔(ملفوظات دعوات عبدیت 107/4)

آپ نے سوال میں جو امور ذکر کئے ہیں مثلا میاں بیوی میں محبت کے لیے تعویذ کرنا ظاہر ہے کہ اس حد تک محبت پیدا ہوجائے کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرسکیں تو اس حد تک گنجائش ہوسکتی ہے لیکن اس حد تک شوہر کو مسخر کرنا کہ وہ غیر واجب میں بھی بیوی کا مطیع وفرماں بردار اور مجبور ہوجائے درست نہیں ہے۔ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: خاوند کی تسخیر کے لیے تعویذ کرانا حرام ہے گو اس فتوے کی عبارت مطلق ہے مگر قواعد سے اس کی شرح یہ ہے کہ حقوق دو طرح کے ہیں ایک تو وہ حقوق جو شوہر پر شرعا واجب ہیں اور ایک وہ جو شرعا واجب نہیں، سو جو حقوق واجب نہیں اس میں کسی تعویذ وعمل کے ذریعہ سے اس کو مجبور کرنا یعنی تسخیر کی ایسی تدبیر جس سے وہ مغلوب اور پاگل ہوجائے اور اپنے مصالح کی کچھ خبر نہ رہے یہ غیر واجب پر مجبور کرنا ہے۔ ہاں اگر حقوق واجبہ میں کوتاہی کرتا ہو تو اس کے لیے مجبور کرنا بھی جائز ہے۔ پس اس مسئلہ میں قواعد شرعیہ سے دو قیدیں ہیں ایک یہ کہ وہ تعویذ یا عمل ایسا ہو جس سے معمول مضطر نہ ہوجائے دوسری قید یہ کہ حقوق غیر واجبہ کے لیے یہ تدبیر نہ کی جائے اگر ایک قید بھی مرتفع ہوجائے گی تو حرام ہوجائے گی (عملیات وتعویذات کے شرعی احکام، 123)

(4) ناجائز کام کے لیے تعویذ کا سہارا خواہ جائز تعویذ کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو جائز نہیں ہے۔ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: عملیات میں فاسد، ناجائز غرض ہو تو اگر چہ وہ عملیات فی نفسہ جائز ہوں لیکن اس ناجائز مقصد کی وجہ سے وہ ناجائز ہوجائے گا اس میں بھی بکثرت لوگ مبتلا ہیں اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

1 کوئی تسخیر کا عمل پڑھتا ہے جس کی حقیقت قلوب کو مغلوب کرلینا جس میں ایک درجہ کا جبر ہوتا ہے ایسا جبر ڈالنا حرام ہوگا خصوصا جب کہ تسخیر کے ذریعہ کسی ناجائز کام کا ارادہ ہو جیسے کسی عورت وغیرہ کو مسخر کیا جائے۔

2 بعض لوگ میاں بیوی میں عمل کے ذریعہ لڑائی اور تفریق کردیتے ہیں جو بالکل حرام ہے۔

3 بعض لوگ شرعی استحقاق کے بغیر اپنے دشمن کو ہلاک کردیتے ہیں۔

4 بعض لوگ مقدمہ کی فتحیابی کا تعویذ سب کو دے دیتے ہیں اگر چہ وہ ناحق پر ہی ہو یا یہ کہ تحقیق نہ کی ہو۔

5 یا یہ کہ بعض عملیات میں جنات کو جلایا جاتا ہے جس کی ممانعت حدیث میں وارد ہے مگر یہ کہ اگر واقعی مجبوری ہوجائے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے ان سب اغراض کے واسطے عملیات بھی ناجائز ہوں گے گو وہ عمل فی نفسہ جائز ہو (النقی فی احکام الرقی، ص:30)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں امید کہ آپ کے سوالات حل ہوگئے ہوں گے جس کا خلاصہ یہ کہ تعویذ اسباب کے درجہ میں مباح امر کے لیے استعمال کرنا جائز ہے اور ناجائز امور کے لیے جائز تعویذ کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ حضرت عائشہ نے اس عورت کو اسی وجہ سے اپنے پاس سے نکال دیا تھا کہ اس نے غیر واجب عمل میں شوہر کو مسخر کیا تھا۔

"قال في الخانية: امرأة تصنع آيات التعويذ ليحبها زوجها بعد ما كان يبغضها ذكر في الجامع الصغير: أن ذلك حرام

ولا يحل اهـ وذكر ابن وهبان في توجيهه: أنه ضرب من السحر والسحر حرام اهـ ط ومقتضاة أنه ليس مجرد كتابة آيات، بل فيه شيء زائد قال الزيلعي: وعن ابن مسعود - رضي الله تعالى عنه - أنه قال سمعت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: »إن الرقى والتمائم والتولة شرك« رواه أبو داود وابن ماجه والتولة أي بوزن عنبة ضرب من السحر قال الأصمعي: هو تحبيب المرأة إلى زوجها، وعن »عروة بن مالك - رضي الله عنه - أنه قال: كنا في الجاهلية نرقي فقلنا: يا رسول الله كيف ترى في ذلك؟ فقال اعرضوا علي رقاكم لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك« رواه مسلم وأبو داود اهـ وتمامه فيه وقدمنا شيئا من ذلك قبيل فصل النظر وبه اندفع تنظير ابن الشحنة في كون التعويذ ضربا من السحر". (ـلدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (429/6):)

فقط واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

1442/10/26ھ